تفسیرِقرآن کانبوی ﷺاسلوب

زین رزاق[[1]](#footnote-1)\*

مقدمہ

یہ مقالہ خالصتاً اسلامیات کے عام قارئین اور طلبہ کے لیے لکھا گیاہے نہ کہ علماء کے لیے۔ اس مقالہ میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ ساری توجہ صرف اُس خاص اسلوب کو واضح کرنے پر دی جائے جس کو حضورﷺ نے قرآن کی تفسیرکرتے ہوئے اختیار فرمایا۔ اس مقالہ میں علمِ تفسیر کی فنی اصطلاحات سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے اسے آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔خاص طور پر ایسے اصولی و فقہی مباحث جن میں علما کا اختلاف ہے مثلاًیہ کہ نبی اجتہاد کر سکتا ہے یا صرف وحی کی ہی پیروی کرتا ہے؟، ناسخ و منسوخ کا اختلاف کہ کون سی آیت منسوخ ہے اور کون سی ناسخ؟،قرآنی آیات کی ا حادیث کریمہ سے تخصیص جائز ہے یا نہیں ؟، رجم کا حکم آپ ﷺ نے توراۃ سے لیا یا یہ مستقل ایک اسلامی حکم ہے؟رجم بھی حدہے یا اصل حد سو کوڑے ہی ہیں ؟ حضور ﷺ نے رجم کی سزا کو حداً نافذ فرمایا یا تعزیراًوغیرہ وغیرہ،یہ اور ا سی قسم کے دوسرے اختلافات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ تاکہ توجہ اصل موضوع سے ہٹ نہ جائے۔اس کاوش کا انتساب میں اپنے والدِ گرامی عبد الرزاق مرحوم کے نام کرتا ہوں۔ اللہ ان کی بخشش و مغفرت فرمائے۔(آمین)

حضورﷺ کا طریقۂ تفسیر:

قرآن مجیدبنی آدم کے لیے خدا کا آخری پیغام اور قیامت تک مخلوق کے لیے دستورِ حیات اورآسمانی ہدایت ہے اسی لیے اللہ تعالی نے اس کی حفاظت اوراس کے بیان کی اپنے رسولﷺ کو ضمانت دی ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے زبانی اور عملی دونوں طرح سے قرآن کو واضح فرمایا،1 نیز قرآن میں بھی آپ کے اسی منصب کی طرف اشارہ کیا گیاہے:

”واَنْزَلْنَا اِلِیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ “2

”اور ہم نے آپﷺ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپﷺ اسے لوگوں کے لیے واضح کر دیں۔ “

قرآن چوں کہ عربی زبان میں نازل ہوا۔ اُس وقت جو لوگ موجود تھے، عربی اُن کی مادری زبان تھی۔ اس لیے قرآن کریم کے مسائل و احکام اورمطالب معلوم کرنے میں اُنھیں زیادہ دقت پیش نہیں آئی تھی۔تاہم اس کے باطنی دقائق وحقائق انھیں رسول اللہﷺسے دریافت کر نے پر ہی معلوم ہوتے تھے۔ 3 قرآنی آیات کا نزول کبھی صحابہ کے کسی شے کے بارے میں استفسار پر،کبھی موعظت و عبرت،کبھی اصول الدین اور احکامِ تشریع، کبھی منکرینِ اسلام کے شبہات و الزامات کا رد کرنے، کبھی مومنین کی ہدایت کے لیے، کبھی سابق احکامات کو منسوخ کر کے نئے احکام دینے کے لیے اوراسی طرح کے بہت سے ظاہری اسباب کے تحت تئیس سال تک ہوتا رہا۔نزولِ قرآن کے سبب اللہ تعالیٰ نے حضورﷺمیں ایسی قابلیت و صلاحیت پیدا فرما دی تھی کہ آپ منشائے الٰہی کو فوراًسمجھ لیتے تھے۔4اس کے علاوہ وحیِ جلی ووحیِ خفی کے ذریعے بھی آپﷺ کو منشائے الٰہی سے آگاہ کر دیا جاتاتھا۔5 انہی تمام کی مدد سے آپﷺ قرآن کی تفسیر فرماتے۔ قرآنی آیات کے علاوہ جو کچھ بھی آپﷺ سے صادر ہوتا،چاہے وہ آپﷺپرآپ کی اپنی قابلیت اور اجتہاد کے سبب منکشف ہوا یا وحیِ خفی کے ذریعے سے آگاہ کیا گیا، حدیث یا سنت کہلاتا ہے۔اس لیے قرآن مجید کے مفسرِ اوّل رسول اللہﷺ اور پہلی تفسیر حدیث رسولﷺ ہے۔6

حضورﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے متعدد اسلوب اور طرق سے قرآن کی تفسیر فرمائی۔چناں چہ کبھی آپ ﷺ قرآن کی تفسیر میں تاریخی روایات سے استشہاد فرماتے، کبھی قرآنی مشکلات کی توضیح اوراشارات و اجمالات کی تفصیل فرماتے، کبھی نصوصِ وحی میں تطبیق دیتے اور کبھی ناسخ و منسوخ کی نشاندہی فرماتے۔ کبھی یوں ہوتا کی قرآن کے کثیر الاحتمال حکم میں سے کسی ایک پہلو کی تقییداور کبھی قرآن مجید کے عام حکم کی تخصیص فرماتے۔بعض اوقات قرآنی حکمتوں اور علتوں کو استعمال میں لا کر نئے احکام کا استنباط بھی فرماتے اور کبھی عربی عرف کے مطابق حکم فرماتے۔ اب ہر اسلوب کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

۱۔ مشکلات قرآنیہ کی وضاحت کرنا:

 مشکلات سے مراد قرآن کے ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن کا مفہوم اور مراد محض عربیت سے معلوم نہیں ہوتا۔چناں چہ آپ ﷺ نے خودان مشکل الفاظ کے مفہوم کی وضاحت فرمائی۔ مثال کے طور پر:

”وَکُلُوا واشرَبُواحتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الخَیْطُ الاَبْیَضُ مِنَ الخَیْطِ الاَسْوَدِ مِنَ الفَجْر“7

”کھاؤ پیو،حتی کہ تمھارے لیے فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح ہو جائے۔“

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک صحابی جن کا نام عدی بن خاتمؓ تھا نے ایک سفید اور ایک سیاہ رسّی لی اور انھیں اپنے تکیے کے نیچے رکھ دیا۔فرماتے ہیں میں رات کو انھیں دیکھتا رہالیکن میرے لیے کچھ ظاہر نہ ہوا۔ میں صبح نبیﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا عرض کیا تو نبی اکرمﷺ نے اس کی وضاحت فرما ئی کہ سفید دھاگے

سے مراد صبح کی سفیدی اور کالے دھاگے سے مراد رات کی تاریکی ہے۔8

۲۔ قرآنی اصولوں کی بنیاد پر نئے احکام کو اخذ کرنا:

قرآن مجید میں ان رشتہ دار عورتوں کا ذکر ہے جن سے شادی کرنا حرام ہے، بہت سی دوسری عورتوں کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ ایک مرد بیک وقت دو بہنوں سے نکاح نہیں کر سکتا۔”وَاَنْ تَجْمَعُوا بَیْنَ الاُخْتَیْن“9

 اس کی حرمت میں دراصل یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ دو بہنوں کے مابین جو شرم و حیا اور محبت و الفت کے جذبات فطری طور پر موجود ہوتے ہیں ایک دوسرے کی سوکن بننے سے مجروح ہوجائیں گے۔ اس لیے اللہ تعالی نے دو بہنوں کوبیک وقت ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس قرآنی حکم کی حکمت سے آپ ﷺ سب سے زیادہ آگاہ تھے اس لیے آپﷺ نے اس حکم میں چھپی علت وحکمت کا اطلاق دو ایسے رشتوں پر کر دیا جن میں بھی اس طرح کی محبت و الفت پائی جاتی ہے جیسی دو بہنوں میں ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کے رشتے میں یہی فطری شرم و حیا اور الفت و محبت پائے جانے کی وجہ سے انھیں بھی دو بہنوں کی طرح ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت فرما دی۔10

۳۔ قرآنی احکام کی تائید و تاکید اپنے الفاظ میں کرنا :

بعض اوقات حضورﷺ نے قرآنی احکام کی مزید تائید اور تاکیدکے لیے ان کو اپنی زبان میں بیان فرمایا۔ مثال کے طور پر فرمایا گیا:”مَنْ یُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللہَ“11

 آپﷺ نے قرآن کے اس حکم کی تائید اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمائی:

جس نے میری اطاعت کی بلا شبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اس جس نے میری نافرمانی کی بلاشبہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔12

قرآن میں ایک دوسرے کے اموال کو ناحق کھانے سے روکا گیا:

” لَاتَاکُلُو اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُم بِا لبَاطِل“13 ”تم ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے مت کھاؤ۔“

حضورﷺ نے اس حکم کی یوں تائید فرمائی:

” لایحل مال امرء مسلم الا بطیب من نفسہ“14  کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔

۴۔ قرآنی اشارات کی اساس پرعبادات و معاملات کی صورت گری:

قرآن مجید میں بہت سے احکام ایسے ہیں جو اجمالی نوعیت کے ہیں حضورﷺ نے قرآن کے اجمال کی تفصیلات بیان فرمائی اوریہ تفصیلات بھی آپﷺ نے قرآنی اشارات سے اخذ کیں اور ان کی اساس پر عبادات و معاملات کی صورت گری فرمائی۔مثال کے طور پر قرآن میں صلوۃ”اقیموالصلوۃ“15”نماز قائم کرو“ کا حکم دیا گیا۔ لیکن قرآن کے اس حکم میں اجمال تھا کیوں کہ قرآن نے یہ کہیں بھی تفصیل سے یہ نہیں بتایا کہ صلوٰۃ کسے کہتے ہیں؟ اس کی ماہیت کیا ہے؟ کمیت کیا ہے؟جس رخ مرضی پڑھ لی جائے یا کوئی خاص سمت ہے ؟ کیسے ادا کرنی ہے؟ کتنی بار ادا کرنی ہے؟کوئی ٹائم ٹیبل بھی ہے یا جب مرضی ادا کر لی جائے؟ ان تمام کی تفصیلات کو حضورﷺ نے قرآنی اشارات سے اخذ کیا۔ مثال کے طور پر:

”وَثِیَابَکَ فَطَھِّر، والرُّجزَ فَاھْجُرَ“16میں طہارت کی طرف اشارہ ملتا ہے جو نمازسے پہلے ضروری ہے۔”یٰبَنِی اٰدَم خُذُوزینَتَکُم عِندَ کُلِّ مَسْجِدٍ“17اور”یٰبَنِی اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُم لَبَاساً یُوَارِی سَواٰتِکُم“18 میں ستر چھپانے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

”سَبِّحْ اِسْمَ رَبِّکَ الأعْلٰی“،19”وَرْکَعُو مَعَ الرَّاکِعِین“،20”وَالسْجُدُواوَاعْبُدُوا رَبّکُم“،21 ”وتقلبک

مع الساجدین“22 وغیرہ آیات میں رکوع و سجود اور ان میں پڑھی جانے والی تسبیحات کی طرف اشارہ ہے۔”فَوَلِّ وَجْہَکَ شَطرِ المَسجِدِ الحَرَامِ“23 میں خاص سمت کی طرف اشارہ ہے جو مسجدِ حرام ہے۔ ”وربک فکبر“24میں تکبیر کی طرف اشارہ ہے۔”اِنّ الصّلوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤمِنِینَ کِتَاباً مَوقُوتاً “25میں نماز کے مقررہ اوقات کی طرف اشارہ ہے۔

”اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُکِ الشَّمسِ اِلَی غَسَقِ اللَّیلِ وَقُراٰنَ الفَجْرِ، اِنَّ قُراٰنَ الْفَجْرِکَانَ مَشْھُوداً “26آیت میں ”لِدُلُوکِ الشَّمسِ اِلَی غَسَقِ اللَّیل“سے ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی طرف اور”قُراٰنَ الفَجْر“ میں نماز فجر کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح”وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفِی النَّہَارِ وَزُلْفاً مِنَ اللَّیلِ“27میں ” طَرَ فِی النَّہَار“سے فجر اور مغرب کی طرف اور”زُلْفاً مِنَ اللَّیلِ“میں عشاء کی طرف اشارہ ہے۔اسی طرح ایک اور آیت ”سُبْحانَ اللہِ حِینَ تُمْسُونَ وَحِینَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَہُ الحَمدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَعَشِیًّاوَحِینَ تُظْھَرُونَ“28 میں ”تُمْسُون“ سے مغرب، ”تُصْبِحُوْنَ“سے فجر،” وَعَشِیًّا“ سے عشاء،اور” تُظْھَرُونَ“ میں توصاف ظہرکی طرف اشارہ ہے۔

یہ آیات نمونہ کے طور پر پیش کی گئیں ان کے علاوہ بھی بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں نماز کی تفصیلی صورت کے بارے میں اشارات ملتے ہیں جن کو نبی اکرمﷺ نے قرآن سے اخذ کر کے اسے عملی طور پر رائج فرمایا۔

اسی طرح زکوۃ واٰتَوُاالزَّکوٰۃَ29”اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔“ کی تمام تفصیلات کو حضورﷺ نے قرآنی اشارات وجزئیات سے اخذ کیا اور اسے ایک خاص صورت دی۔یہاں نمونہ کے لیے زکوٰۃ سے متعلق چند ایک قرآنی اشارات کا بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِم صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھا30اس آیت یہ اشارہ ہے کہ زکوۃ سے مراد تزکیۂ مال ہے۔

”وَاٰتُوْاحَقَّہُ یَوْمَ حَصَادِہ“31 سے مال میں ایک مقرر حق کی طرف اشارہ ملتا ہے جسے ادا کرنا ہے۔

”اِنَّما الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرٰئِ وَالْمَسٰکِیْنَ والعٰلمِیْنَ عَلَیھَا وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبھُم وَفِی الرِّقَاب وَالغٰرِمِیْن وَفِی سَبِیلِ اللہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ“32میں مصارفِ زکوۃ کی طرف اشارہ ہے کہ کن کن کا حق اس مالِ زکوۃ میں ہے۔

اسی طرح صوم”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمْ الصِّیَامُ کَماَ کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبِکُمْ لَعَلَّکُم تَتَّقُون“33 ”اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے“ کے تفصیلی ڈھانچہ کو بھی حضورﷺ نے قرآنی اشارات سے اخذ کیا۔ مثال کے طور پر:

”اَیَّاماً مَعُدُودَٰتٍ،مُمَنْ کَانَ مِنْکُم ْمَرِیْضاً اَوْ عَلیٰ سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ، وَعَلی الذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہْ فِدْیَۃٌ“34ان آیات میں روزہ سے متعلق کئی اشارات ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر کہ روزے رکھنے کے دن محدودہیں۔ روزے کی قضا بھی ہو سکتی ہے اورجو روزے کے قابل نہیں وہ فدیہ بھی دے سکتا ہے۔

”وَکُلُوا واشرَبُواحتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الخَیْطُ الاَبْیَضُ مِنَ الخَیْطِ الاَسْوَدِ مِنَ الفَجْر،ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ الَی الَّیْلِ“ میں سحروافطار کے اوقات کی طرف اشارہ ہے۔

”لَیسَ عَلَیکُم جُنَاحٌ مِما اَخطَاءتُمْ بِہ،وَلٰکِنْ مَاتَعَمَّدتْ قُلُوبُکُم، وکَانَ اللہُ غَفُورًا رَّحِیماً “35 سے اشارہ ملتا ہے کہ بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح آپﷺ نے حج ”وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسُ حِجُّ البَیْتِ“36”اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔“سے متعلق جزئیات اور اشارات کی اساس پراس کی تفصیلی صورت وضع کی۔

” مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً “37میں صاحب استطاعت پر حج فرض ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

”وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنتُمْ حُرُمٌ“38، ”وَاِذْ حَلَلْتُمْ فاصْطَا دُوْا “39 میں احرام میں شکار کرنے کی ممانعت ہے۔اسی طرح”وَلَا تَحْلِقُوا رُؤُ سَکُم حتّیٰ یَبْلُغُ الھُدْیُ مَحِلَّۃُ“40میں حالتِ احرام میں سر منڈوانے کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے۔”وَلْیَطَّوَّ فُوْا بِالبَیْتِ العَتِیق“41میں طواف زیارت کی طرف اشارہ ہے۔

”لَا جُناحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَوَّفَ بِھِمَا “42 میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی طرف اشارہ ہے۔

” فَاِذَا اَفَضتُم مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْ کُرُو اللہ عِنْدَ المَشْعَرِ الحَرَامِ، وَاذْ کُرُوْہُ کَمَا ھَدٰاکُم وَاِنْ کُنْتُمْ مِنْ قَبْلِہِ لَمِنَ الضَّآلِینَ۔ ثُمَّ اَفِیضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُ اللہَ“43یہاں ”ثُمَّ اَفِیضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ“میں وقوفِ عرفات کی طرف اشارہ ہے۔

عبادت کی طرح معاملات میں بھی آپﷺ نے اشارات و جزئیاتِ قرآنیہ سے پورے اسلامی نظام کی صورت گری فرما ئی۔ لیکن یہ تمام تر تفصیلات بیان کرنے کا موقع نہیں اس لیے اسی پہ اکتفا کیا گیا ہے۔

۵۔ قرآن کے مطلق احکام پر قید لگانا:

چور کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں فرمایاگیا:”السَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْ اَیْدِیَھُمَا“44

اس آیت میں چوری کی سزا کا مطلق بیان ہے کسی نے زیادہ مال چرایا ہو یا تھوڑا ہر ایک کے لیے ایک ہی سزا ہے اور کسی قسم کی کوئی تحدید و تقیید نہیں کی گئی کہ حد سرقہ کے لیے کتنا نصاب ہونا چاہیے۔ اس مطلق حکم کی تقیید حضورﷺ نے فرمائی کہ پھل اور سبزی کی چوری کی صورت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔45اور نصاب کی مقدار دینار کا چوتھائی حصہ مقرر فرمایا۔46

۶۔ شرائع کی نصوص میں تطبیق دینا:

بعض ایسے احکام تھے جن کا ایک پہلودوسری آسمانی کتابوں میں تھا۔ اور قرآن میں ان کا ذکر نہیں تھا۔مثالکے طور پر تورات میں ہے کہ شادی شدہ مرد عورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو ان کے لیے رجم کی سزا ہے۔47 لیکن قرآن کہتا ہے:

”اَلزَّانِیَۃ والزَّانِی فَاجْلِدُوا کُلَّ وَاحِدٍ مِنْھُمَامائَۃَ جَلْدَۃٍ“47 ” زانی عورت اورزانی مرد ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔“

آپﷺ نے قرآن اور توراۃ دونوں کے حکم میں تطبیق فرما کر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے توراۃ کی سزا یعنی رجم اور غیرشادی شدہ زانی اور زانیہ پر اسلام کی سزا یعنی سو کوڑے مقرر فرما ئی۔49

۷۔ قرآن کے عمومی ا حکام کو خاص کرنا:

 قرآن مجیدکے بے شمار الفاظ اپنے اندر عمومی مفہوم رکھتے ہیں ان میں سے بعض کو حضورﷺ نے خاص کیا۔ مثلاًقرآن میں ارشاد ہے:

” الَّذِینَ اٰمَنُواوَلَمْ یَلبِسُوْ اِیْمَانَھُمْ بِظُلمٍ“50 ”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے مخلوط نہ کیا۔“

 حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں 51 کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں پر نہایت ناگواری گذری۔صحابہ کرامؓ نے عرض کی أینالم یظلم نفسہ یعنی ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا۔ تو آپﷺ نے فرمایا اس آیت کا مطلب وہ نہیں جو تم نے سمجھاہے، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی:

”انَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیم“52 ”بے شک شرک ظلمِ عظیم ہے۔“

 یعنی وہ ظلم جس کو ایمان کے ساتھ ملانے کی ممانعت فرمائی اس سے مراد شرک ہے۔ سورۂ الانعام میں ظلم کا لفظ چوں کہ عام ہے جو سماجی ظلم اور اعتقادی ظلم دونوں کو شامل ہے۔صحابہ کرامؓ نے اسی عموم کی وجہ سے تردد کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تخصیص کر دی کہ اس سے مراد اعتقادی ظلم ہے اور دلیل میں حضرت لقمانؑ کا قول پیش کیا۔

۸۔ قرآن کی منسوخ آیات کی نشاندہی:

بہت سے ایسے احکام ہیں جن کواللہ تعالی نے یکبارگی نافذ نہیں فرمادیا بل کہ انسانی طبیعت کی گنجائش کا خیال رکھتے ہوئے تدریجاً اسے ا پنی اصلی اور آخری شکل تک پہنچایا۔اسی لیے بہت سے احکام جواوائلِ اسلام میں دیے گے بعد ازاں منسوخ کردیے گئے۔ تو جب کوئی نیا حکم آتا جو پہلے کسی حکم کا ناسخ ہوتا توآپﷺ ان منسوخ احکام کی نشاندہی فرما دیا کرتے۔ مثلاً :

کُتِبَ عَلَیکُم اِذَاحَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَاالْوَصِیَّۃُ للْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِینَ بَالْمَعرُوفِ حقاًعَلَی الْمُتَّقِینَ53

”تم پر فرض ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وہ اپنے بعد کچھ مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کرے یہ متقین پر فرض ہے۔“

 یہ آیت اگرچہ قرآن میں موجود ہے مگرآیت میراث54 نے اس کو منسوخ کر دیا55 لہذا اب وصیت والی آیت کا حکم باقی نہیں رہا اسی لیے جب قرآن نے تمام رشتہ دارکے وراثت میں حصے متعین فرما دیے تو وارث کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی۔جیسا کہ حضورﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

” ان اللہ قد اعطی لکل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث“56

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا،تو وارث کے لیے وصیت نہیں۔

اسی طرح زنا کے احکام بھی تدریجاً نازل ہوئے۔زنا کی سزا کا سب سے پہلا حکم وہ تھا جس کو سورۂ نساء میں بیان فرمایا گیا:

”وَالّٰتِی یَاتِینَ الفَاحِشَۃَ مِن نِسَآ ئِکُم فَاسْتَشْھِدُوا عَلَیْھِنَّ اِرْبَعَۃً مِّنْکُم فَاِن شَھِدُوا فَاَمْسِکُوھُنِّ فِی البُیُوتِ حَتَّی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَو یَجْعَلَ اللہ لَھُنَّ سَبِیْلاً“57

”اور جو کوئی تمھاری عورتوں میں سے بدکاری کرے تو گواہ لاؤ ان پر چارفرد اپنوں میں سے۔پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو بند رکھو ان عورتوں کو گھر میں کہ یہاں تک کہ اٹھا لے ان کو موت یا مقرر کر دے اللہ ان کے لیے کوئی راہ۔“

جب سورۂ نور نازل ہوئی تو اس میں اللہ تعالی نے زانیہ اور زانی دونوں کے لیے سوکوڑے سزاکا تعین فرما دیا۔ تو حضورﷺ نے سورۂنساء والے سابق حکم یعنی زانیہ عورتوں کو بطور سزا گھروں میں بند کرنے کو منسوخ ٹھہرا دیا۔آپ ﷺنے فرمایا:

” حذوا عنّی حذوا عنّی قد جعل اللہ لھنّ سبیلا البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائۃ والرجم“58

مجھ سے علم لے لو۔مجھ سے علم لے لو۔اللہ تعالی نے زانی مرد وعورت کے لیے وہ سبیل جس کا وعدہ سورۂ نساء کی آیت میں ہوا تھا اب سورۂ نور میں فرما دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اور سال بھر جلا وطنی اور شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اور سنگ ساری۔

۹۔ قرآنی آیات والفاظ کو کسی خاص شے پر منطبق کرنا:

قرآن چوں کہ حضورﷺ پر نازل ہوا اس لیے آپﷺسب سے زیادہ قرآنی الفاظ کے پیچھے چھپے منشائے الہی کو جاننے والے تھے۔ حضورﷺنے اپنے زیرِ تربیت صحابہ کرامؓ کے سامنے بھی قرآنی الفاظ کے

اطلاقات کو بھی بیان فرمایا۔ مثال کے طورپرسورۂ فاتحہ میں ہے:

”غَیْرِالمَغضُوبِ عَلَیھِم وَ الضَّالِین“59 ”نہ ان کے( راستے پر) جن پہ تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے۔“

 کی تفسیر میں آپﷺ نے لفظ”مَغضُوب“ کا انتباق یہودیوں اور” الضَّالِینْ “کا نصاریٰ پرفرمایا۔60

اسی طرح ایک اور جگہ قرآن میں ارشاد ہے:

”حٰفِظُوا عَلَی الصَّلَوۃِ وَالصَّلاۃ الْوُسْطیٰ“61 ”حفاظت کرو اپنی نمازوں کی (خصوصاً )درمیان والی نماز کی۔“

آپﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں صلوۃ الوسطیٰ کا اطلاق نمازِ عصر پرفرمایا۔62

۱۰۔ قرآنی احکام میں استثناء قائم کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے کئی احکامات میں حالات کے تقاضوں کے تحت استثنا قائم کیا مثلاً قرآن نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لیکن رسول اللہﷺ نے نابالغ اور مجنوں چور کو اس حکم سے مستثناء قرار دیا۔63 اسی طرح :

”اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ“64 ”حرام کیے گئے تم پر مردار اور خون“۔

 لیکن حضورﷺ نے دو مردار اور دو خون اس قرآنی حکم سے مستثناء فرما دیے۔وہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اوردو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ 65

۱۱۔ عرف کی توثیق و تطہیر:

رسول اللہ ﷺ کی اولین مخاطب عرب قوم تھی اس بنا پر اس قوم کی عادات و رسوم وغیرہ قوانین اسلامی میں بطور خمیر استعمال ہوئیں۔ قرآن کریم رسول اللہ کو خطاب کر کے اللہ تعالی نے حکم دیا:

”وَامُر بِالْمَعْرُوْفِ“66 ”اور(لوگوں کو ان کے )عرف کے مطابق حکم دو۔“

 اس لیے رسول اللہﷺنے ان عادات و رسوم کی توثیق کر کے انھیں جاری رہنے دیا جو قرآن کے احکام نہیں تھیں مثلاً مضاربت، مشارکت، بیع سلم وغیرہ اورجو خلاف قرآن تھیں ان میں اس حد تک تبدیلی کر دی کہ وہ خلاف قرآن نہ رہیں مثلاً بیع کو جائز قرار دے کر اس کی بعض صورتوں کو ممنوع قرار دے دیا اسی طرح عربوں میں قصاص کی رسم تھی اس کے مطابق قتل کرنے والے کا پورا قبیلہ اس جرم کا ذمہ دار ہوتا تھا لیکن اسلام نے آکراس

ذمہ داری کومجرم تک محدود کر دیا اور یہ تعلیم دی :

”وَلَا تَزِرُوَازِرَۃٌوِزْرَا اُخْرٰی “67 ”اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔“

چناں چہ جو قتل کرے گا اس کا وبال بھی صرف اسی پر ہو گا۔ 68البتہ جن عادات و رسوم میں تبدیلی ممکن نہیں تھی اور وہ خلافِ قرآن بھی تھیں انھیں ختم کر دیا۔ 69

۱۲۔ قرآن کی تفسیر میں تاریخی روایات سے استشہاد:

 بعض اقات آپﷺایسی تاریخی روایات اور قصص صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرماتے جو عین قرآنی آیات کی تفسیرو تبیین معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً:

حضورﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو بلی(پر ظلم کرنے) کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اسے باندھ رکھا تھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی۔70 اب یہ روایت بعینہٖ اس آیت کی تفسیر معلوم ہوتی ہے کہ جس میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ:

”واللہُ لا یُحِبُّ الظَّالِمِین“71 ”اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔“

اسی ظلم کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے عذاب دیا۔اسی طرح سے ایک اور روایت جس میں آپﷺ نے بنی اسرائیل کی ایک بدکارہ عورت کا قصہ بیان فرمایاجس نے اپنے موزے کے ذریعے کنویں سے پانی نکالا اور پیاسے کتے کو پلایاجومرنے کے قریب تھاتواس احسان کہ وجہ سے اللہ تعالی نے اس کی بخشش فرما دی۔72 اب یہ قصہ قرآن پاک کی اس آیت کی بالکل صحیح تفسیر

کرتا ہے جس میں فرمایا گیا کہ:

”واللہُ یُحِبُّ المُحْسِنِین“73 ”اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

اللہ تعالی نے کتے پر عورت کے اسی احسان کرنے کی وجہ سے اسے پسند فرمایااور اس کی مغفرت فرما دی۔اسی طرح اگر حدیث غار کا مطالعہ کیا جائے جس کی تفصیل یہ ہے کہ تین شخص کہیں جارہے تھے کہ اچانک بارش آگئی،انھوں نے ایک غار میں پناہ لی تو غار کا منہ بند ہو گیا۔وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہر شخص اپنے عمل کے واسطے سے دعا مانگے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ ! میرا ایک مزدور ایک فرق چاولوں کے عوض کام کرتا تھا۔وہ چلا گیا اور اپنی مزدوری چھوڑ گیا۔میں نے ان چاولوں کے فرق کو دوبارہ کاشت کیا۔وہ اتنے زیادہ ہو گئے کہ ان سے گایں خریدیں۔ کچھ عرصہ بعد وہ اپنی اجرت لینے آیا تو میں نے اسے وہ گایں دے دیں۔ (اے اللہ!)اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے خوف کی وجہ سے کیا تو ہم سے یہ چٹان ہٹا دے۔چٹان تھوڑی ہٹ گئی۔دوسرے نے کہا کہ اے اللہ!میرے بوڑھے والدین تھے اور میں انھیں ہر رات اپنی بکریوں کا دودھ پیش کرتا تھا۔ایک دن مجھے بکریاں چروا کر واپس آنے میں دیر ہو گئی۔جب گھر پہنچا تو وہ سو گئے تھے۔میرے گھر والے اور بچے بھوک کی وجہ سے چِلّا رہے تھے۔میں نے والدین کو بیدار کرنا ناپسند کیا اور یہ بھی کہ والدین کو چھوڑ دوں اور وہ کمزور ہو جائیں۔ سو میں والدین کا طلوعِ فجر تک انتظار کرتا رہا۔(اے اللہ!)ااگر تو جانتا ہے کہ یہ عمل تیری خشیت کی وجہ سے کیا تو ہم سے یہ چٹان ہٹا دے۔پس چٹان کچھ مزید ہٹ گئی۔تیسرے نے کہا کہ اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی۔وہ مجھے بہت پیاری تھی۔میں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا تو اُس نے انکار کیا مگر صرف اسی صورت میں کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے سو دینار تلاش کیے حتی کہ اکٹھے کر لیے۔ جب میں اس کے پاس آیا اور سو دینار اسے دیے۔تو اس نے مجھے اجازت دے دی۔جب میں اس کے قریب آیا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر۔میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور سو دینار بھی چھوڑ دیے۔ (اے اللہ!)اگر تو جانتا ہے کہ یہ عمل تیرے ڈر کی وجہ سے کیا تو یہ چٹان ہٹا دے۔پس اللہ نے وہ چٹان ہٹا دی اور وہ نکل آئے۔74 یہ حدیث عین سورۂ زلزالہ کی آیت نمبر۸کی تفسیر معلوم ہوتی ہے جس میں اللہ نے فرمایا کہ جو ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا:

”فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَرَہ“ ”جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔“

ان تینوں افراد کی نیکیوں کو اللہ نے ضائع نہیں کیا اس کی وجہ سے انھیں غار سے رہائی حاصل ہوئی۔

مندرجہ بالاا س تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضورﷺ قرآن کی تفسیرمیں تاریخی روایات سے بھی استشہاد فرماتے۔

حوالہ جات:

1 مباحث فی علوم القرآن،مناع القطّان، مکتبۃ وھبۃ،قاہرہ،ص:۳۲۶

2 النحل:۴۴

3 تاریخ تفسیرو مفسرین، پرفیسر غلام احمد خریری، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، پاکستان (2011ع)،ص:۳۲

4 اس کی تائید حضورﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپﷺ نے فرمایا، سنو! مجھے کتاب دی گئی اور اس کی مانند ایک اور چیز (ابوداؤد)۔ میرے نذدیک کتاب کے علاوہ جس چیز کا ذکر ہے اس سے مراد حضورﷺ کی حکمت و اجتہاد ہے جو احادیثِ کریمہ کی صورت میں کتبِ احادیث میں نظر آتا ہے۔

5 تاریخِ تفسیر، عبد الصمد صارم الازھری،ادارہ علمیہ،لاہور(۱۹۶۶ع)ص:۲۰

6 ایضاً

7 البقرۃ ۱۸۷

8 صحیح البحاری،کتاب الصوم، باب قولِ اللہِ تعالی کُلُواوَشْرَبُو حَتَّی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الخَیْطُ الاَبْیَضُ مِنَ الخَیْطِ الاَسْوَدِ۔الخ:۳/۲۸

9 النساء:۲۳

10 الصحیح البخاری: کتاب النکاح، باب لا تنکح المرأۃعلی عمتھا:۷/۱۲

11 النساء:۸۰

12 الصحیح البخاری، کتاب الجہاد:/

13 النساء:۲۹

14 شعب الایمان،ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،(۱۴۱۰ھ ):۴/۳۸۷

15 البقرۃ:۴۳

16 المزمل:۴،۵

17 الاعراف:۳۱

18 ایضاً:۳۶

19 الاعلی:۱

20 البقرۃ:۴۳

21 الحج:۷۷

22 الشعراء:۲۱۹

23 الانعام:۱۴۵

24 المدثر:۳

25 النساء:۱۰۳

26 الاسراء:۷۸

27 ھود:۱۴

28 طٰہ:۱۳۰

29 الحج:۴۱

30 التوبۃ:۱۰۳

31 الانعام:۱۴۱

32 التوبۃ:۶۰

33 البقرۃ:۱۸۳

34 ایضاً:۱۸۴

35 الاحزاب:۵

36 آل عمران:۹۷

37 ایضاً

38 المائدہ:۹۵

39 ایضاً:۶

40 البقرۃ:۱۹۶

41 الحج:۲۹

42 الانعام:۱۵۸

43 البقرۃ:۱۹۸،۱۹۹

44 المائدہ:۳۸

45 سنن الترمذی:کتاب الحدود، باب ماجاء لا قطع فی ثمرۃ ولا کثر،دار احیاء التراث العربی،بیروت:۴/۳۸۷

46 الصحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قول اللہ تعالی والسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْ اَیْدِیَھُمَا وفیکم یُقطع:۸/۱۶۰

47 فقہ القرآن، مولانا عمر احمد عثمانی،ادارہ فکرِ اسلامی، کراچی(۲۰۰۳ع):۶/۶۳

48 النور :۲

49 صحیح البخاری،کتاب الحدود، باب الرجم المحصن:۸/۱۶۵

50 الانعام:۸۲

51 الصحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب وَلَمْ یَلبِسُوْ اِیْمَانَھُمْ بِظُلمٍ:۶/۵۶

52 لقمان:۱۳

53 البقرۃ: ۱۸۰

54 النساء:۱۱

55 صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب لا وصیۃ لوارث:۴/۴

56 سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب ماجاء لا وصیۃ لوارث :۴/۴۳۳

57 النساء:۱۵

58 صحیح المسلم، کتاب الحدود، باب حدِّ الزِّنی :/

59 التفسیرالطبری،ابو جعفر الطبری،مؤسسۃ الرسالۃ(۲۰۰۰ع):۱/۱۹۳

60 البقرۃ:۲۵

61 تفسیر الطبری:۱/۳۹۶

62 صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب لایرجم المجنون والمجنونۃ:۸/۱۶۶

63 المائدہ:۳

64 سنن ابن ماجہ،کتاب الاطعمۃ، باب الکبدوالطحال،دار الفکر،بیروت:۲/۱۱۰۲

65 الاعراف:۱۹۹

66 النجم:۳۸

67 المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ،الدکتورعبد الکریم زیدان،دار عمر ابن الخطاب، اسکندریۃ،ص: ۳۶

68 اسلامی قانون کے ماخذ( سنت)،شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی یونی ورسٹی، اسلام آ باد(۲۰۰۴)،ص:۲۲

69 الصحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقیی الماء،دار طوق النجاۃ،بیروت:۳/۱۱۱

70 آل عمران:۵۷

71 الصحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقیی الماء:۳/۱۱۱

72 آل عمران:۱۳۴

73 الصحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار:۴/۱۷۲

1. \* ریسرچ سکالر،ایم۔ فل اسلامک سٹڈیز، الحمد اسلامک یونی ورسٹی [↑](#footnote-ref-1)